www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی

خواتین کی عدالتی شہادت

قرآن کریم کی روشنی میں!

آج سے تقریباً چھ سال قبل شہید صدر ضیاء الحق کے دور میں، خواتین کی عدالتی شہادت کے موضوع پر دو گروہ خم ٹھونک کر ایک دوسرے کے مقابل آ گئے تھے، ایک گروہ، ان علمائے امت پر مشتمل تھا جن کا مؤقف یہ ہے کہ شہادت کے چار درجے ہیں، بعض میں عورت کی شہادت مقبول ہے اور بعض میں مقبول نہیں ہے۔ اور جہاں مقبول ہے وہاں بھی بعض شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا درجہ:۔ زنا اور بدکاری کے مقدمات۔ ان میں چار مردوں کی شہادت معتبر ہوگی عورتوں کی شہادت غیر معتبر ہوگی۔

دوسرا درجہ:۔ حدود قتل و قصاص کے مقدمات۔ ان میں بھی عورتوں کی شہادت قبول نہیں کی جاتی۔

تیسرا درجہ:۔ نکاح و طلاق کے مقدمات اور دیگر مالی مقدمات ان میں عورتوں کی شہادت اس طرح قبول کی جاتی ہے کہ ایک مرد کے ساتھ دو عورتیں ہوں بشرطیکہ دو مرد گواہ میسر نہ ہوں۔

چوتھا درجہ: عورتوں کے مخصوص معاملات کے متعلق کوئی امر ہو تو اس میں تنہا[1] عورتوں کی شہادت قبول کی جاتی ہے۔

(مضمون مفتی ولی حسن ٹونکی۔ اخبار جسارت کراچی ۲۵ مارچ ۱۹۸۳ء)

دوسرا گروہ ان تجدد پسند حضرات پر مشتمل تھا جن کی نمائندگی بلکہ قیادت، جناب

---

[1] تنہا عورتوں کی شہادت اس وقت بھی قابل قبول ہے جبکہ جائے وقوعہ پر اتفاق سے کوئی مرد موجود نہ ہو اور محض عورتیں ہی واقعہ کی تنہا گواہ ہوں، اس پر امت کا اجماع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام احمد پرویز صاحب کر رہے تھے، ان کا موقف یہ ہے کہ:

کسی مقام پر بھی قرآن میں شہادت کے ضمن میں عورتوں یا مردوں میں تخصیص یا تفریق نہیں کی گئی، قرآن نے صرف گواہ (شاہد) کہا ہے، خواہ وہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ اس (قرآن) کی رو سے شہادت کے لئے نہ جنس (SEX) کی کوئی تخصیص ہے اور نہ شرط۔ ایک مقام ایسا ہے جہاں "ایک مرد اور دو عورتوں" کا ذکر ہے، اسے سمجھ لینے سے ساری بات واضح ہو جاتی ہے۔

(اس کے بعد آیت ۲/۲۸۲ کی وضاحت کی گئی ہے۔ قاسمی) طلوع اسلام مارچ ۱۹۸۳ء۔

فریق اول کا موقف یہ ہے کہ عورت کی عدالتی شہادت کا یہی مقام و مرتبہ اور یہی حیثیت اور پوزیشن، قرآن و سنت، تعامل صحابہ، فقہائے ملت اور علمائے امت کے نزدیک مسلم ہے۔ عورت پر ہر معاملے میں نہیں بلکہ بعض معاملات میں ادائیگی شہادت کا بار ڈالا گیا ہے، اپنے اس موقف پر وہ علماء و فقہا کے فتاویٰ کو تائید و حمایت میں پیش کرتے ہیں۔

فریق ثانی کا یہ دعویٰ ہے کہ عورت کو از روئے قرآن، ہر معاملے میں شہادت کا حق حاصل ہے۔ اسے بعض معاملات میں حق شہادت سے محروم کرنا، عورت کی حق تلفی اور اس کی تذلیل و تحقیر ہے۔ رہیں وہ آراء و فتاویٰ، جو امت مسلمہ کے جید علماء و فقہاء نے پیش کی ہیں تو ان کے متعلق، ان کا فرمان ہے کہ:

۱۔ "یہ قوانین، ہمارے دور ملوکیت میں اس زمانے میں وضع ہوئے تھے، جب عورتیں مویشیوں کی طرح منڈی میں نیلام ہوا کرتی تھیں۔"

طلوع اسلام مارچ ۱۹۸۳ء

۲۔ "ہمارے قوانین شریعت "مردوں" کے بنائے ہوتے ہیں، اس لئے ان میں مردوں کو ہر حال میں بالادست رکھا گیا ہے اور عورت بیچاری کو کچل دیا گیا ہے" طاہرہ کے نام ص۲۱

۳۔ چونکہ یہ قوانین اس ماحول میں بنے تھے جس میں عدل کی بجائے استبداد کا دور دورہ تھا اور عورت کو بنگاہ نفرت دیکھا جاتا تھا اس لئے ان قوانین و تصورات کی رو سے عورت کی حیثیت مغلوب و محکوم اور حقیر و ذلیل سی قرار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاگئی، یہ قوانین ہمارے دورِ ملوکیت کی پیداوار ہیں۔"

طاہرہ کے نام ص ۲۲

۴۔ "ان قوانین میں احترامِ آدمیت کے آثار و نقوش ڈھونڈنا اور عورت کے صحیح مقام کی تلاش کرنا، اپنے آپ کو فریب دینا ہے، ان قوانین کی تائید و جواز میں اس قسم کی روایات وضع کر لی گئیں کہ عورت ناقص العقل[1] ہوتی ہے یہ آدم کی پسلی[2] سے پیدا ہوتی ہے اس لئے پسلی کی ہڈی کی طرح ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، اگر اسے سیدھی کرنے کی کوشش کی جائے گی، تو ٹوٹ جائے گی لیکن سیدھی نہیں ہو گی جس قوم کے امورِ زندگی میں عورت کی رائے کو دخل ہو گا وہ قوم تباہ ہو جائیگی[3] طاہرہ کے نام ص ۲۵

ان اقتباسات سے یہ ظاہر ہے کہ فریق ثانی کے نزدیک یہ جملہ قوانین۔ جن میں شہادتِ نسواں کا یہ زیرِ بحث قانون بھی شامل ہے۔ دورِ ظلم و استبداد میں مردوں کے ہاتھوں وضع ہوئے تھے۔ احادیثِ رسول تو پرویز صاحب اور ان کے مقلدین کے نزدیک حجت شرعیہ نہیں، اس لئے صرف قرآن ہی ایک قابلِ حجت ماخذِ قانون رہ جاتا ہے لہٰذا مسائل کی چھان پھٹک میں، ان کے نزدیک وہی واحد معیار ہے جبکہ اول الذکر گروہ کے نزدیک قابلِ حجت صرف قرآن ہی نہیں بلکہ سنتِ نبوی بھی ہے۔ ماٰخذِ قانون کے بارے میں دونوں گروہوں کے اس اختلاف نے یہ فرق پیدا کر دیا ہے کہ ہر مسئلے

---

[1] بخاری، کتاب الحائض، باب ترک الحائض الصوم ــــ حدیث باعتبارِ روایت صحیح ہے۔ باعتبارِ درایت و حقائق اس کی کیا پوزیشن ہے؟ اس کے لئے قدرے انتظار فرمایئے۔

[2] "آدم کی پسلی سے عورت کی پیدائش" کی حدیث سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ پرویز صاحب نے بھی حوالہ نہیں دیا، البتہ "مطلق پسلی" سے تخلیقِ عورت کا ذکر موجود ہے۔ اس کا سیدھا سادا مطلب یہ ہے کہ اس کی طبیعت میں کجی یا خامی ہے وہ کیا ہے؟ تفصیلی بحث آگے آ رہی ہے۔

[3] یہ بھی بخاری کی حدیث ہے۔ پرویز صاحب کا ترجمہ یا ترجمانی قطعی طور پر غلط ہے۔ "امورِ زندگی میں رائے کا دخل" تو ایک ایسا حق ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں ہر مرد و زن کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ یہ دخل خود اسلام کے منافی نہ ہو۔ حدیث کا صحیح مفہوم بلکہ ترجمہ یہ ہے کہ ــ وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امرِ سلطنت کو عورت کے سپرد کر ڈالے یعنی اسے سربراہِ مملکت بنا دے ــــ اس پر تفصیلی بحث ان شاء اللہ پھر کسی وقت ہو گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو طے کرنے کے لئے جداگانہ زاویۂ نگاہ اور متنازعہ نقطۂ آغاز مقرر ہو گئے ہیں لیکن یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ نقطۂ آغاز اور زاویۂ نگاہ کے اختلاف کے باوجود، ایک مسئلہ ایسا بھی ہے جس پر دونوں گروہ قطعی متفق اور متحد ہیں اور وہ ہے معاشرتی اور تمدنی زندگی میں عورت کے دائرہ کار کا مسئلہ دونوں گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کا دائرہ کار بہر حال گھر کی چار دیواری ہے۔ اسلام نے درونِ خانہ کی جملہ ذمہ داریاں مثلاً افزائش نسل، پرورش اولاد، تربیتِ ذریت، بچوں کی نگرانی و پرداخت، امورِ خانہ اور گھریلو واجبات کی ادائیگی وغیرہ، عورت کے فرائض میں شامل کی ہیں اور بیرونِ خانہ ذمہ داریاں مثلاً روزی کمانے کی دوڑ دھوپ، اہل خانہ کے لئے نان و نفقہ کی ادائیگی اور رہائش کے لئے سکنی کا بندوبست وغیرہ سب مرد کے ذمے ہے۔ اس مسئلے پر چونکہ فریقِ اوّل کا موقف سب کے علم میں ہے اس لئے اسے یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ فریقِ ثانی کا موقف، چونکہ اکثر لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہے اس لئے ہم پرویز صاحب کے درج ذیل اقتباس پیش کئے دیتے ہیں۔

۱۔ "فطری تقسیم کار کی رُو سے عورت کے ذمہ، اولاد کی پیدائش (حمل) پرورش اور ابتدائی تربیت ہے، ان فرائض کی انجام دہی میں اس کا اتنا وقت اور توانائی صرف ہو جاتی ہے کہ وہ حصولِ معاش کے قابل نہیں رہ سکتی ...... یہاں تقسیم عمل ہے کچھ کام مرد کر رہا ہے اور کچھ عورت کر رہی ہے۔" (طاہرہ کے نام ص ۱۷۵)

۲۔ "قرآن کی رُو سے مرد اور عورت کے فرائض زندگی میں تقسیم عمل کا اصول کارفرما ہے، مرد کے ذمہ اکتساب رزق (حصولِ معاش) کا فریضہ عائد کیا گیا ہے اور عورت کے ذمہ اولاد کی پرورش اور تربیت کا فریضہ۔ اب ظاہر ہے کہ ان فرائض کی ادائیگی کے لئے مرد کا میدانِ عمل معمولاً گھر سے باہر ہے اور عورت کا دائرہ عمل معمولاً گھر کے اندر۔" (طاہرہ کے نام ص ۲۰۰)

اب ظاہر ہے کہ جب اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں دونوں کے علیحدہ علیحدہ دائرہ ہائے کار کا تعین کر دیتا ہے، امورِ بیرون خانہ کی سرانجام دہی مرد کے ذمہ قرار دیتا ہے اور گھریلو معاملات کی سرانجام دہی عورت کا فریضہ قرار پاتا ہے، تو تمدن کا مفاد اسی میں ہے کہ ہر صنفِ بشر اپنے اپنے میدانِ عمل میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے، یہ ایک فطری تقسیم کار ہے جس کی خلاف ورزی خود فطرت کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور فطرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کبھی اپنے مدِمقابل سے شکست نہیں کھایا کرتی۔ اس نظام کائنات میں خلافِ فطرت، کسی عمل کے پنپ جانے کی گنجائش نہیں ہے۔

آیت ۲/۲۸۲ کی وضاحت:

مردوزن کی فطری تقسیم کار کا یہ تقاضا ہے کہ ہم قرآنی آیات کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے ایسی تعبیر اختیار کریں جو اول تو کسی ایک صنف کو دوسری صنف کے دائرہ عمل میں دخیل نہ بننے دے ثانیاً اگر کسی ایک کا دوسرے کے دائرۂ کار میں در آنا ناگزیر ہو تو اس مداخلت کو کم از کم اور ناگزیر حد تک محدود رکھا جائے۔

آیئے، اب اسی اصول کی روشنی میں شہادتِ نسواں سے متعلقہ آیت ۲/۲۸۲ کا مطالعہ کریں۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ (۲/۲۸۲)

(معاشی لین دین میں) اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالو، اگر دو آدمی نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کو اپنے پسندیدہ گواہوں میں سے لو تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔

اس آیت میں چند باتیں بالکل واضح ہیں۔

اَوّلاً ـــــ یہ کہ قرآن نے مردوں میں سے دو گواہوں کا ہونا ضروری قرار دیا ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عدالتوں میں گواہی کا فریضہ ادا کرنا، امورِ حیات کی فطری تقسیم کے مطابق مرد کے ذمے ہے اور ویسے بھی لین دین کا یہ مالی مسئلہ، مردوں ہی کے شعبۂ تصرف کا معاملہ ہے، اس لئے مردوں کا اس شعبے میں گواہ قرار پانا ایک فطری امر ہے۔

ثانیاً ـــــ یہ کہ قرآن کے الفاظ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ (اگر دو مرد نہ ہوں تو...) یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کے نزدیک اوّل و آخر مطلوب گواہ صرف مرد ہی ہیں، لیکن اگر وہ میسر نہ آسکیں تو فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ ـــ (تو ایک مرد اور دو عورتیں ...) آخری چارۂ کار کے طور پر گواہ بنالئے جائیں، قرآن کا یہ انداز صاف طور پر واضح کرتا ہے کہ "ایک مرد اور دو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں" کی شہادت، دو مردوں" کی عدم موجودگی ہی میں اختیار کی جاسکتی ہے۔ شہادت کا پہلا نصاب (یعنی دو مرد) اور دوسرا نصاب (یعنی ایک مرد اور دو خواتین) ایک دوسرے کا دوطرفہ قائم مقام نہیں بن سکتے کہ جب چاہا کسی ایک نصاب کی جگہ، دوسرے کو اختیار کر لیا۔ یہ تو قطعاً ممکن نہیں کہ پہلے نصاب کو دوسرے نصاب کا قائم مقام قرار دیا جائے، البتہ یہ ممکن ہے کہ پہلے نصاب کی عدم موجودگی میں دوسرا نصاب اس کا تبادل قرار پائے بالکل اسی طرح، جس طرح وضو، تیمم کا متبادل نہیں ہو سکتا، البتہ تیمم، بصورت عدم موجودگی آب (فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً) وضو کا متبادل اور قائم مقام بن سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مجبوری حالات کا نتیجہ ہے۔

ثالثاً ـــ یہ کہ پہلے نصاب کی جگہ دوسرا نصابِ شہادت بیان کرتے ہوئے قرآن یہ نہیں کہتا کہ (فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَامْرَأَتَانِ (اگر دو مرد نہ ہوں تو دو عورتیں گواہ بنا لی جائیں) اگر قرآن ایسا کہہ دیتا تو مرد و زن کی یکساں شہادت بالکل واضح ہو جاتی، کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہتا اور مرد و زن کی شہادت کا مساوی مقام و مرتبہ قرار پا جاتا، مگر اس احکم الحاکمین اور خالقِ عقل و حکمت نے فرمایا تو یہ فرمایا کہ ۔"اگر دو مرد نہ ہوں تو اپنے پسندیدہ گواہوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ قرار دے لو"۔ اب ظاہر ہے کہ زبان سے بیشک یہ نہ کہا جائے کہ "دو عورتوں کی شہادت، ایک مرد کے برابر ہے"، لیکن قرآنی اندازِ بیان یہی حقیقت پیش کرتا ہے۔

رابعاً ـــ یہ کہ اس معاشی مسئلے میں، جو سراسر مرد کے دائرہ عمل سے متعلق ہے قرآن نے یہ قطعاً گوارا نہیں کیا کہ پہلے یا دوسرے نصاب کے طور پر تنہا عورتوں کو گواہ بنا لیا جائے، اللہ چاہتا تو یوں بھی فرما سکتا تھا کہ وَاسْتَشْهِدُوا شَاهِدَتَيْنِ مِنْ نِسَائِكُمْ (یعنی اپنی خواتین میں سے دو عورتوں کو گواہ بنالو) اور نہ ہی قرآن نے دوسرے نصاب کے طور پر، مردوں کی جگہ، نری عورتوں ہی کو گواہ بنانا پسند کیا، بلکہ یہ حکم دیا کہ "ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لو"۔ یہ طرزِ بیان واضح کرتا ہے کہ مردوں کے دائرۂ کار میں تنہا عورتوں کی گواہی کو مقرر کرنا، اسلامی معاشرت میں قطعی ناپسندیدہ امر ہے، اگر یہ جائز اور پسندیدہ ہوتا تو قرآن کا اندازِ بیان یہ نہ ہوتا۔

خامساً ـ یہ کہ عورتوں کی شہادت کے ضمن میں قرآن کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ۔"اگر دو مرد نہ ہوں تو اپنے پسندیدہ گواہوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے" ان الفاظ سے یہ واضح ہے کہ قرآن، ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کو گواہ قرار دیتا ہے، یہ حقیقت چونکہ پرویز صاحب کو قابل قبول نہ تھی، اس لئے انہوں نے یہاں یہ فرمایا کہ

قرآن کریم نے دو عورتوں کے سلسلہ میں یہ نہیں کہا کہ ان دونوں کی شہادت یکے بعد دیگرے لی جائے تاکہ وہ دو شہادات مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہو جائیں، کہا یہ ہے کہ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ (۲/۲۸۲) "اگر ایسا ہو کہ ان میں سے گواہی دینے والی کو گھبراہٹ کی وجہ سے کہیں الجھاؤ پیدا ہو جائے تو اس کے ساتھ کھڑی اس کی دوسری بہن اسے یاد دلا دے" اس سے ظاہر ہے کہ اگر شہادت دینے والی کو گھبراہٹ لاحق نہ ہو تو دوسری عورت کو دخل اندازی کا موقع ہی نہیں آئے گا اور اس اکیلی کی شہادت کافی قرار پائے گی"۔

(طاہرہ کے نام ص۶۱)

یہ ایک بیجا قسم کی سخن سازی ہے، قرآن کو آخر یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ دو عورتوں کی شہادت کو یکے بعد دیگرے لیا جائے تاکہ یہ دونوں شہادتیں مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہو جائیں جبکہ وہ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کو گواہ قرار دیتا ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ دو مردوں کی جگہ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ کو طے کر دینے کے بعد قرآن کو ایسی فرضی جزئیات کو بیان کر دینے کی کوئی ضرورت باقی رہ جاتی ہے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ مقلدینِ پرویز، "اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو اپنے پسندیدہ افراد میں سے گواہ بنا لو" کے واضح دو ٹوک اور قطعی الفاظ کے مفہوم و منطوق کو تو تسلیم نہیں کرتے لیکن محض اس مفروضے پر کہ "دو عورتوں کی شہادت کو یکے بعد دیگرے لینے کا ذکر نہیں ہے"۔ قرآنِ کریم سے مفہومِ معکوس برآمد کر رہے ہیں۔ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔

اگر بالغرض پہلی عورت کو گھبراہٹ نہ بھی لاحق ہو اور دوسری عورت کو مداخلت کا موقع نہ بھی ملے تو بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک مرد کے مساوی ایک عورت کی گواہی طے ہو چکی ہے دو عورتوں کو ایک مرد کی جگہ بطورِ گواہ طے کر دینے کے بعد، اگر دو عورتیں عدالت میں حاضر ہو جاتی ہیں اور ایک عورت بیان دیتی ہے اور دوسری خاتون سکوت اختیار کئے رہتی ہے، تو دوسری کا یہ سکوت، پہلی عورت کے بیان کے ساتھ رضامندی کی دلیل ہوگا، ایک عورت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادتی بیان اور دوسری عورت کے سکوت کے نتیجہ میں جو شہادت ادا ہوگی وہ دونوں کی طرف سے ہی ہوگی، اسے صرف ایک عورت کی طرف سے شہادت قرار دینا ایک سعی لاحاصل ہے۔

دراصل، جناب پرویز صاحب نے پہلے سے یہ طے کر رکھا تھا کہ قرآن سے بہرحال مردوزن کی شہادت میں مساوات کو ثابت کرکے رہنا ہے، اس کوشش میں اگر ان کے سامنے پہاڑ کی سی وزنی دلیل بھی آجاتی تو وہ اسے تاویل وتحریف کے ڈائنا مائیٹ سے اڑا دینے کے درپے ہوجایا کرتے تھے لیکن اپنے خودساختہ مفروضوں کی بنیاد پر رائی کے برابر بھی کوئی دلیل گھڑی جاسکتی تو وہ اسے پہاڑ بنا کر پیش کیا کرتے تھے، کیا مقلدینِ پرویز، آیت زیرِبحث کے ان دو پہلوؤں پر غور فرمائیں گے؟

(الف) ــــ "اگر ایک عورت الجھ جائے (یا بھول جائے) تو دوسری عورت اسے یاد دلادے" اس آیت میں "تذکیر" کا فریضہ دوسری عورت ہی پر کیوں عائد کیا گیا ہے جبکہ وہ عورت بھی مقدمے کی جزئیات کو پوری صحت کے ساتھ بیان نہیں کرسکتی؛ ان دونوں عورتوں کے ساتھ ایک مرد بھی تو موجود ہے، "تذکیر" کا فرض اسے کیوں نہیں سونپا گیا؟۔ اگر شہادت مرد اور عورت میں مساوات ہوتی تو قرآن دو مرد گواہوں کی عدم موجودگی میں، ایک مرد اور ایک عورت کو بھی متبادل نصابِ شہادت کی صورت میں پیش کرسکتا تھا، اس طرح ایک عورت کے ساتھ آنے والا مرد، "تذکیر" کا یہ فریضہ بھی سرانجام دے سکتا تھا۔ لیکن قرآن نے ایک مرد گواہ کے ساتھ ایک کی بجائے دو عورتوں کو گواہ قرار دیا اور پھر "تذکیر" کا فریضہ بھی انہی دو عورتوں میں سے ایک پر عائد کیا اور وہ بھی ایک مرد گواہ کی موجودگی میں۔ آخر یہ کیوں؟

اگر قلب وذہن میں پہلے سے کوئی نظریہ انسان راسخ نہ کر بیٹھا ہو تو تنہا یہی چیز اس بات کے لئے کافی دلیل ہے کہ دو عورتوں کی شہادت کو (خواہ وہ ان میں سے ایک عورت کی شہادت اور دوسری کے سکوت پر مبنی ہو یا ایک طرف سے شہادت میں الجھن یا نسیان اور دوسری کی طرف سے "تذکیر" پر مبنی ہو) ایک مرد کی شہادت کے برابر تسلیم کرلیا جائے۔

(ب) "أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى" جناب پرویز صاحب ان الفاظ کا ترجمہ یوں کیا کرتے تھے۔ "اگر ایسا ہو کہ ان میں سے گواہی دینے والی کو گھبراہٹ، کی وجہ سے کہیں الجھاؤ پیدا ہوجائے تو اس کے ساتھ اس کی دوسری بہن اسے یاد دلادے"۔ یہ بامحاورہ ترجمہ ہے جس میں آیت کا مفہوم کماحقہ ادا نہیں ہوپایا، اگر محض یہ کہنا مقصود ہوتا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔" تو آیت کے الفاظ یوں ہوتے "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰاهُمَا فَتُذَكِّرَ الْاُخْرٰى" اس صورت میں لفظ اِحْدٰاهُمَا کے تکرار کی کوئی ضرورت نہ تھی سوال یہ ہے کہ "اِحْدٰاهُمَا" کا یہ تکرار و اعادہ کیوں ہے؟ ترجمۂ پرویز میں تکرار کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ ہم یہ خوب سمجھتے ہیں کہ سلیس اور بامحاورہ ترجمہ میں ایسی لفظی پابندیوں کا خیال نہیں رکھا جاتا لیکن الفاظِ قرآن پر غور کرتے ہوئے ایسی تکرارِ الفاظ سے سرسری طور پر گزرا بھی نہیں جا سکتا۔ بہرحال قرآن میں الفاظ کی یہ تکرار بے معنی نہیں ہے، ترجمہ کرتے ہوئے اس تکرار کو پیشِ نظر رکھا جائے تو الفاظ کی ترتیب کچھ اس طرح ہو گی۔ "اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو دونوں میں سے کوئی ایک اسے یاد دلا دے۔" اگر دورانِ شہادت، ایک عورت الجھ سکتی ہے تو دورانِ تذکیر" دوسری عورت بھی تو الجھ سکتی ہے کیونکہ بفحوائے قرآن، عورت جب تک عورت ہے وہ باہمی خصومات کے دوران، دلائل کی فراہمی میں (اور بقولِ پرویز صاحب اور ڈاکٹر ہارڈنگ) جذبات کو صحت کے ساتھ ادا کرنے میں غیر واضح اور مبہم رہ جاتی ہے (یہ بحث آگے آ رہی ہے)۔ اس لئے اگر پہلی عورت کی شہادت کے دوران پیدا ہونے والی الجھن کو دوسری عورت "تذکیر" کے ذریعہ صاف کرتی ہے تو دوسری عورت کو "تذکیر" کے دوران کوئی اور الجھن لاحق ہو جاتی ہے تو اسے ظاہر ہے کہ پہلی عورت ہی زائل کرے گی۔ اس طرح تذکیر و تبیین کی چھلنی سے چھن کر دونوں کی شہادت، واضح سے واضح تر اور بیّن سے بیّن تر بنتی چلی جائے گی۔ اس طرح "ان دونوں میں سے ہر ایک" ادائے شہادت کا فریضہ سرانجام دے گی اور نسیان یا الجھن کی صورت میں "دونوں میں سے ہر ایک" "تذکیر" کا فریضہ ادا کرے گی۔ کیا یہ صورتحال، دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار نہیں دیتی؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر قلب و ذہن پر خارجی نظریات مستولی نہ ہوں تو سیدھی بات تیر کی طرح ذہن میں بیٹھ جاتی ہے، اور کوئی الجھن باقی نہیں رہتی لیکن کیا کیا جائے ؎

تری ہر ادا میں بل ہے تری ہر نگاہ میں الجھن!

میری آرزو میں لیکن کوئی پیچ ہے، نہ خم ہے

سادساً۔ یہ کہ قرآن نے پہلے نصابِ شہادت کی جگہ، متبادل نصابِ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کو بطور گواہ شامل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰاهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰاهُمَا الْاُخْرٰى" اس قطعہ آیت میں اَنْ تَضِلَّ کا ترجمہ علماءِ امت کی طرف سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام طور پر "بھول جانا" کیا گیا ہے، لیکن پرویز صاحب نے اس عام ترجمہ سے ہٹ کر ایک دوسرا ترجمہ کیا ہے جو ان کی درج ذیل عبارت سے واضح ہے۔

> عام طور پر اس آیت کے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ دو عورتوں کی اس لئے ضرورت ہے کہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے، لیکن قرآن نے "تَضِلَّ" کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی نسیان (بھول جانے) سے مختلف ہیں اس کے بنیادی معنیٰ ہیں "بات کا مبہم یا غیر واضح سا ہو جانا، ذہن میں الجھاؤ سا پیدا ہو جانا" (طاہرہ کے نام ص۱۱۶)

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ "تَضِلَّ" کا معنیٰ "الجھن میں پڑ جانا" ہے یا "بھول جانا" ہے آپ جو بھی ترجمہ کریں، اس قطعہ آیت سے بہرحال دو باتیں بالکل واضح ہیں۔

عورت کی ذہنی منقصت:

۱۔ عورت کے ذہن، دماغ یا عقل میں کوئی ایسی کمزوری (نقص) ضرور ہے جس کی بنا پر اس کے ذہن میں الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے، گفتگو، نزاع کے دوران بات غیر واضح اور مبہم سی رہ جاتی ہے یا اسے نسیان لاحق ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عدالت کے کٹہرے میں، اس کی تلافی کے لئے "تذکیر" کے پیش نظر ایک اور عورت کو اس کے ساتھ گواہ بنایا جا رہا ہے تاکہ اگر ایک بھول جائے یا الجھ جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔

۲۔ عورت کے ذہن کی یہ منقصت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ایک خاص ماحول کی پیدا کردہ ہو کہ اگر اسے بدل کر کوئی دوسرا ماحول طاری کر دیا جائے تو یہ خامی یا نقص معدوم ہو جائے بلکہ یہ عورت کی فطرت، ساخت یا نفسیات میں داخل ہے، اگر یہ محض ایک عارضی خامی ہوتی تو قرآن، جو قیامت تک کے لئے صحیفۂ قانون اور کتابِ آئین کی حیثیت رکھتا ہے، اسے یہ اہمیت نہ دیتا کہ رہتی دنیا تک اسے اپنے دامن محفوظ کر لیتا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ کمزوری اور منقصت کیا ہے؟ موجودہ ترقی یافتہ دور میں، جہاں عورتیں مغربی تہذیب میں ترقی کی راہ پر مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں، آیا کسی محقق نے ٹھوس علم کی بنیاد پر عورت کی کسی ایسی کمزوری کا ذکر کیا ہے؟ جواب یہ ہے: "جی ہاں! ایک نہیں بلکہ مغرب کے کئی علماء نے تحقیق و تفتیش کے بعد کھلے لفظوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کی ذہنی منقصت پر علماءِ مغرب کی تحقیقی شہادت

اس موضوع پر موجودہ سائنس کی تحقیقات ملاحظہ فرمائیے ایک مغربی محقق (BAUER) کی یہ تحقیق ہے :

"WE ARE AGAIN AND AGAIN FORCED TO ADMIT THAT A WOMAN IS NOT IN A POSITION TO JUDGE OBJECTIVELY, WITHOUT BEING INFLUENCED BY HER EMOTIONS."

"ہم اپنے آپ کو بار بار مجبور پاتے ہیں کہ اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ عورت کبھی اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر کسی معاملے میں واقعیت پسندانہ فیصلہ کر سکے"

مغرب کی یہ تحقیق، عورت کی منصفانہ صلاحیتوں کو واضح کر دیتی ہے، فیصلہ کرتے ہوئے اس کا جذبات سے متاثر (بلکہ مغلوب) ہو جانا اور واقعیت پسندانہ فیصلہ نہ کر پا سکنا۔ اس کی ایک ایسی فطری کمزوری ہے جس کی بناء پر اسے عدالت کا جج بنانا دورِ حاضر کی علمی تحقیقات کے بھی خلاف ہے، علاوہ ازیں عورت کی اس کمزوری کو اگر ان دوسری کمزوریوں کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے، جو ماہواری، حمل، اور رضاعت کے سلسلے میں اس پر عارض ہوتی ہیں تو اس کی فطری کمزوری کی شدت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ماہواری، حمل اور رضاعت کے دوران، عورت، صحت اور تندرستی کی نسبت، بیماری اور علالت سے قریب تر ہوتی ہے اس عرصے میں اس کے ذہن، مزاج، عادات، قوت کارکردگی اور طبیعت پر جو منفی اثرات پڑتے ہیں وہ علم طب کی کسی بھی کتاب کے مطالعے سے بآسانی معلوم ہو سکتے ہیں، یہ اس مسئلے کا علمی اور تحقیقی پہلو ہے۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی روشنی میں جو معاشرہ تعمیر فرمایا تھا اس میں پورے جزیرۂ عرب میں پھیلی ہوئی وسیع سلطنت میں کسی مقام پر بھی عورت کو عہدۂ قضاۃ عطا نہیں کیا گیا، خلفائے راشدین کے عہدِ مبارک میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اب کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ خدا، رسول اور خلفائے راشدین سب غاصب تھے (معاذ اللہ) جنہوں نے عورت کے اس حق کو سلب کئے رکھا۔ ایک مسلمان کے نمونے کے اعتبار سے مثالی ریاست (IDEAL STATE) وہ تھی جسے حضورؐ نے قائم فرمایا تھا یا وہ مغربی ریاستیں، جن کی عملی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات، ان کی اپنی علمی تحقیقات کے خلاف ہیں۔ ہر شخص خود سوچ لے مغرب کا ایک ممتاز سکالر "شوپنہار" (SCHOPENHAUER) کہتا ہے:

IN A COURT OF JUSTICE, WOMAN ARE MORE OFTEN FOUND GUILTY OF PERJURY THAN MEN. IT IS INDEED TO BE GENERALLY QUESTIONED WHETHER THEY SHOULD BE ALLOWED TO TAKE AN OATH AT ALL

ترجمہ:۔

"انصاف کی عدالتوں میں، عورتیں، مردوں کی نسبت، اکثر اوقات جھوٹی قسمیں کھانے کی مجرم پائی گئی ہیں یہاں تک کہ اب (ان کے متعلق کچھ اور سوال کرنے کی نسبت) یہ استفسار کرنا چاہیئے کہ عدالتوں میں آیا ان سے حلف لینا بھی چاہیئے؟

ایک اور جدید محقق ہیولاک ایلس (HAVELOCK ELLIS) اپنی کتاب (MAN & WOMAN) میں لکھتا ہے:

IN WOMAN, DECEPTION IS ALMOST PHYSIOLOGICAL .... THE SAME FACT IS MORE COARSELY AND UNGRACIOUSLY STATED IN THE PROVERBS OF MANY NATIONS, AND IN SOME COUNTRIES, IT HAS LED TO THE LEGAL TESTIMONY OF WOMEN BEING PLACED ON A LOWER FOOTING THAN THAT OF MEN. P: 196

ترجمہ:

"عورت میں چکمہ دینے کی عادت، ایک طبیعیاتی حقیقت ہے جسے ناملائم الفاظ اور بے رحمانہ انداز میں تقریباً ہر قوم کی ضرب المثل میں بیان کیا جاتا ہے اور بعض ممالک میں تو عورت کی شہادت کو، قانونی طور پر مرد کی شہادت سے کمتر درجے پر رکھا جاتا ہے۔"

دورِ حاضر کے دو محقق علماء لمبروسو (LOMBROOSO) اور فیرورو (FERRERO) کی رائے، ایک تیسرے عالم لیوڈووِسی (LUDOVICI) نے اپنی کتاب (WOMAN) میں، اس طرح پیش کی ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

LOMBROOSO AND FERRERO ACTUALLY REGARD DECEPTION AS BEING "PHYSIOLOGICAL" IN WOMAN ... THE EVIDENCE OF PROFOUND PSYCHOLOGISTS, THE SUBSTANCE OF MYTHS, THE CONTENTS OF NATIONAL PROVERBS, THE PERSONAL EXPERIENCE, IN SHORT, OF ALL THOSE, WHO HAVE LEARNT TO KNOW WOMAN GENERATION AFTER GENERATION, ALL POINT TO THIS CONCLUSION, THAT THERE IS A CERTAIN DUPLICITY AND UNSCRUPULOUSNESS IN THEIR NATURE.

WOMAN: P: 281

ترجمہ:۔

"لمبروسو اور فیررو، حیلہ گری کو عورت کی ایک طبیعیاتی (حقیقت) قرار دیتے ہیں... علم نفسیات کے معتبر علماء کی شہادتیں، کہاوتی مواد، قومی ضرب المثلوں کے مندرجات، ذاتی تجربات۔ قصہ مختصر۔ اور ہر وہ گروہ افراد، جو عورت کو نسل در نسل سمجھنے اور پرکھنے میں مصروف رہے ان میں سے ہر شخص اور ہر چیز نے یہ اشارہ کیا ہے کہ عورت کی فطرت میں دوڑخا پن اور بے احتیاطی پائی جاتی ہے۔"

اسی کتاب کے ایک اور مقام پر یہ اقتباس بھی موجود ہے:

THE FACT, THAT WOMEN ARE DIFFICULT TO DEAL WITH UNDER CROSS-EXAMINATION, IS WELL KNOWN AMONG LAWYERS AND THEIR SKILL IN DRAWING RED-HERRING ACROSS THE PATH OF ANY ENQUIRY, DIRECTED AGAINST THEMSELVES, MAKE THEM STUBBORN AND EVASIVE WITNESSES AT ALL TIMES, WHEN THEY HAVE ANYTHING TO CONCEAL.

WOMAN, P: 320

ترجمہ:۔

وکلاء اس حقیقت سے واقف ہیں کہ خواتین سے عدالتی جرح کے مرحلے میں عہدہ برآ ہونا مشکل کام ہے، اپنے خلاف ہونے والی عدالتی تحقیقات میں خلط مبحث میں الجھا دینے میں ان کی پرکاری انہیں ہمیشہ ضدی اور پرپیچ گواہ بنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہے بالخصوص جبکہ وہ کچھ چھپانا چاہتی ہوں۔

اس سلسلے میں ایک مغربی مفکر کی کتاب (PSYCHOLOGY OF SUGGESTION) کے صفحہ ۲۴۲ ، کا مطالعہ کچھ نئی تحقیقات کے اور نتائج پیش کرتا ہے۔

یہ آراء، مشرق کے کسی "جاہل" شخص کی نہیں ہیں بلکہ مغرب کے جیّد علماء و محققین کی آراء ہیں۔ ماضی کے "تاریک دور" کے نہیں بلکہ حال کے "روشن دور" کے انکشافات ہیں۔ یہ کسی گذرے ہوئے "دورِ استبداد" کے نظریات نہیں ہیں جس میں مرد، عورت پر بالاتر تھا بلکہ اس "دورِ عدل و انصاف" کی تحقیقات ہیں جس میں مرد اور عورت مساوی المرتبہ ہیں۔

پیرویٔ اسلاف یا تقلیدِ مغرب؟

یہ ان علماء و محققین کی تازہ ترین تحقیقات ہیں۔ جن کی ذہنی غلامی سے ہمارے قلوب و اذہان، سیاسی آزادی پالینے کے باوجود بھی آزاد نہیں ہوئے۔ ع

وطن تو آزاد ہو چکا ہے دماغ و دل ہیں غلام اب بھی
پڑے ہوئے ہیں شرابِ غفلت یہاں خواص و عوام اب بھی

اگر علم قدیم سے وابستہ افراد، اسلافِ صالحین کی پیروی کرتے ہیں تو ہمارا مغرب زدہ جدید تعلیمیافتہ طبقہ انہیں "اندھے مقلّد" اور "لکیر کا فقیر" گردانتا ہے حالانکہ ان حضرات کا اپنا یہ حال ہے کہ مغرب کے اصول و قوانین کی اندھی پیروی اور کورانہ تقلید میں یہ لوگ، ان سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ مغرب سے آواز آتی ہے "قربانی ایک وحشی رسم ہے۔" یہ حضرات فرماتے ہیں کہ۔ "ہمارے دین میں تو "قربانی" ہے ہی نہیں، یہ تو "ملاّں" کی ایجاد ہے" وہاں سے پردے کی مخالفت میں آواز اٹھتی ہے تو یہ برخوردارانِ سعادتمند ارشاد فرماتے ہیں۔ "اجی، پردہ کہاں کا؟ یہ تو "مولویوں" کی اختراع ہے ہمارے ہاں تو صرف "شرم و حیا کی تعلیم ہے۔" اُدھر سے "قیدِ خانہ" سے رہائی پانے کے لئے اشارہ ہوتا ہے تو یہاں کی کچھ "ایڈیال" خواتین برسرِ کھاتی ہوئی "آزادیٔ نسواں" کی تحریک چلانے پر "مجبور" ہو جاتی ہیں۔ ادھر سے ڈارونی ارتقاء کی صدا بلند ہوتی ہے تو یہاں کے متجددین اسے "قرآنی دریافت" ثابت کرنے پر تُل جاتے ہیں۔ وہاں سے لینن اور کارل مارکس سوشلزم اور کمیونزم کی ایجاد کا سہرا اپنے سر باندھتے ہیں تو یہاں کے "مفکرین" اس لادینی نظام معیشت کو قرآن سے کشید کرنے کی "سعادت" حاصل کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں تاکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے "مشرف باسلام" کہا جاسکے۔ وہاں عورت حیاسوز شبینہ محفلوں کی زینت بنتی ہے، تو یہاں پہنچ کر یہ بے حیائی "آرٹ" اور "ثقافت" کا خوش نما ملبوس پہن لیتی ہے۔ اس طرح یہ مغرب زدہ طبقہ، وہاں سے آنے والی ہر روایت اور قدر کو ذہنی مرعوبیت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ قبول کرتا ہے اور یہاں اسے اپنی دینی اور ملی اقدار، دریابرد کرنے کے قابل نظر آتی ہیں۔ ذہنی غلامی اور فکری محکومیت کا اب یہ حال ہو گیا ہے کہ آج عالم اسلام کا بڑے سے بڑا مسلم سکالر خواہ کتنی ہی معقول بات کہے تو وہ ان لوگوں کی نگاہ میں چنداں لائقِ التفات نہیں ٹھہرتی اور مغرب کی طرف سے خواہ کتنی ہی لچر بات کہی جائے اسے سائنٹیفک حقیقت کے نام سے ایمان واعتقاد کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔ اسلامی فکر کے مقابلے میں مغربی نظریات کو شرفِ تقدم بخشنے کی اس روش کا اب یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ اگر ایک بات نبیؐ نے بھی فرما دی تو اس کو ماننے سے صاف انکار کر دیا لیکن اگر وہی بات کسی مغربی مفکر نے کہہ ڈالی تو اسے ایک بلند پایہ علمی دریافت کا نام دے ڈالا ؎

دل نہ چاہے تو رسالت کا بھی ارشاد غلط
من کو بھا جائے تو بھانڈوں کی خرافات بجا

۱۔ عورت کی عقل میں ایک "کمی" (نقص) ہے۔"
۲۔ عورت کسی مسئلہ کی جزئیات کو پوری صحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکتی۔

ان دونوں جملوں کو پڑھ کر ایک طفلِ مکتب بھی یہ جان لیتا ہے کہ دونوں جملوں میں ایک ہی بات کو بیان کیا گیا ہے، پہلے جملے میں اگر عقل کی کسی "کمی" (نقص) کا ذکر ہے تو دوسرے جملے میں اس "کمی" (نقص) کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے، پہلے جملے میں جس حقیقت کی طرف اجمالی اشارہ ہے۔ دوسرے جملے میں اسی کی "تفصیل" ہے۔
جو شخص اس "تفصیل" (دوسرے جملے) کو مانتا ہے وہ اس تفصیل کے "اجمال" (پہلے جملے) کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن ہمارے ہاں کے "قرآنی نظامِ ربوبیت" کے علمبردار، پہلے جملے کی جس شدت سے تردید و تکذیب کرتے ہیں دوسرے جملے کی اسی شدت سے تائید و تصدیق کرتے ہیں۔

ع شعور و فکر کی یہ کافری! معاذ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا جملہ زبانِ وحیٔ ترجمان سے نکلا ہے اور روایت و درایت کی شدید ترین کسوٹی پر پرکھے جانے کے بعد، امام بخاریؒ کی "جامع صحیح" میں ثبت ہو گیا ہے اس جملے کا انکار کر ڈالا لیکن دوسرے جملے کو (جو ایک مغربی مفکر ڈاکٹر ہارڈنگ کی قلمِ تحقیق سے برآمد ہوا ہے) بلند پایہ تحقیق جدید کا نام دے کر قبول کر لیا۔ ان ہذا لشئ عجاب۔ ؎

کسی کی شام بھی رشکِ سحر ہے سنتے ہیں
ہماری صبح بھی صورت طرازِ شام ہوئی

ملاحظہ فرمائیے، جناب پرویز صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

مردوں اور عورتوں کی اس طبعی ساخت اور نفسیاتی اختلاف کے اثرات و نتائج کیا ہوتے ہیں؟ اس کے متعلق مغرب کے علمائے نفسیات بہت کچھ تحقیق کر رہے ہیں، اس ضمن میں ڈاکٹر ہارڈنگ (M. ESTHER HARDING) نے ایک دلچسپ کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے (THE WAY OF ALL WOMEN) جہاں تک اس نکتے کا تعلق ہے جو اس وقت ہمارے زیرِ نظر ہے وہ اس میں لکھتا ہے کہ:

اگر مردوں کو انسان کے باہمی تعلقات (HUMAN RELATIONSHIP) کے مسائل سے متعلق کام پر لگایا جائے تو یہ کام ان کے لئے کبھی خوش آئند نہیں ہوتا لیکن عورتیں ایسے کام بہت پسند کرتی ہیں۔ عورتوں کے لئے مشکل مقام وہ ہوتا ہے جہاں ان سے کہا جائے کہ کسی مسئلہ کے جزئیات کو پوری صحت کے ساتھ (ACCURATELY) بیان (DEFINE) کریں۔

یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کے متعلق تو شاید ابھی حتمی طور پر کچھ نہ کہا جا سکے لیکن ڈاکٹر ہارڈنگ کا بیان ہے کہ یہ وہ خصوصیت ہے جسے اس نے متعدد عملی مثالوں کے بعد عام طور پر عورتوں میں مشترک پایا ہے۔

اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو آپ دیکھئے کہ قرآن نے اس کی کس قدر رعایت رکھی ہے مقدمات میں ہمیشہ جزئیات پر بحث و تنقید اور جرح و تنقیح ہوتی ہے، مقدمہ کی جزئیات کو پوری صحت کے ساتھ (ACCURATELY) بیان (DEFINE) تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکنے کی وجہ ہی سے شہادت خراب ہوتی ہے اور شہادت کی توثیق کے لئے
ضروری ہوتا ہے کہ اس قسم کے باریک اختلافات کی صحت ہو جائے، عورتوں
میں ایک تو وہ نفسیاتی کمی ہوگی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے دوسرے یہ کہ ان فرائض
کی سرانجام دہی میں مصروفیت کے باعث جو عورتوں سے مخصوص ہیں، ان کیلئے
مردوں کے مقابلے میں معاملات میں حصہ لینے کے مواقع بھی کم ہوتے ہیں اس
کا نتیجہ یہ ہوگا کہ متنازعہ فیہ معاملات (مقدمات) میں جہاں بال کی کھال نکالی
جائے گی عورت بالعموم جزئیات کی صراحت میں غیر واضح رہ جائے گی۔"

طاہرہ کے نام ص

ملاحظہ فرمایئے! پرویز صاحب نے عورت کی اس کمزوری کو کہ "وہ مقدمات کی جزئیات کو پوری صحت کے ساتھ (ACCURATELY) بیان (DEFINE) نہیں کرسکتی اور ایسا نہ کرپا سکنے کی وجہ سے ہی شہادت خراب ہوتی ہے" کس خوبصورتی سے مان لیا ہے اور وہ بھی محض اس لئے کہ ڈاکٹر ہارڈنگ نے جو تہذیب غالب کا فرزند ہے اسے پیش کیا ہے، یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عورت کی یہ وہ کمزوری ہے جسے اس ماہر نفسیات نے متعدد عملی مثالوں کے بعد عام طور پر عورتوں میں مشترک پایا ہے۔

بہر حال، مقدمات کی جزئیات میں عورت کا الجھ جانا، اظہارِ مدعا میں غیر واضح سا رہ جانا بھول جانا، ذہن کا ماؤف ہو جانا فروعات کی صراحت نہ کرپا سکنا، یہ سب کچھ عورت کی طبعی ساخت میں داخل ہے۔ اگر اسے عدالت میں شہادت کے لئے طلب کیا جائے تو وہ بحث و تنقید اور جرح و تنقیح کا سامنا نہ کرپائے گی، مقدمہ خراب ہو جائے گا اور فیصلہ نتیجہ تک نہ پہنچ پائے گا، عورت کی ان ذہنی کمزوریوں کا خود پرویز صاحب کو بھی اعتراف تھا جیسا کہ ان کے پیش کردہ اقتباس سے ظاہر ہے۔

ایک قرآنی شہادت:

دورِ حاضر کے ان علمی انکشافات کے بعد اب خالقِ ارض و سمٰوٰت کا بیان بھی ملاحظہ فرمایئے، سورۂ زخرف میں قرآن، مشرکینِ عرب کو، جو خدا کے لئے بیٹیاں تجویز کیا کرتے تھے، خطاب کرتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ تم اس کی مخلوق کو خدا کی وہ "بیٹی" قرار دیتے ہو . . . .

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوَمَن يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (۴۳/۱۸)

جس کی پرورش زیورات میں ہوتی ہے اور جو نزاعی امور میں اپنے اظہارِ مدعا میں بھی غیر واضح رہتی ہے۔

اس آیت میں قرآن نے عورتوں کے متعلق، دو حقیقتوں کو بیان فرمایا ہے۔

اولاً۔ یہ کہ وہ زیورات میں پرورش پاتی ہے یہ اس کے ذوقِ آرائش کی طرف اشارہ ہے۔

ثانیاً۔ یہ کہ وہ نزاعی امور (فی الخصام) میں اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں غیر واضح اور مبہم رہ جاتی ہے۔

یہ دونوں باتیں، عورت کی طبعی ساخت اور نفسیات میں داخل ہیں ان میں سے کسی ایک بات کو ماننا اور دوسری کو تسلیم نہ کرنا ایک غلط طرزِ عمل ہے، یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عورت کے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ وہ عام روزمرہ گفتگو میں "غیر مبین" رہ جاتی ہے بلکہ اس کی یہ خصوصیت صرف نزاعی امور اور مخاصمانہ صورتحال تک ہی محدود ہے، رہیں اس کی تعلیمی و علمی صلاحیتیں، تو اس سے کسی کو انکار نہیں، خود اسلام نے عورتوں کی ان صلاحیتوں کے پیشِ نظر انہیں حصولِ علم کی ترغیب دی ہے، اسلامی تاریخ عورتوں کے علم و فضل کے کارناموں سے بھری پڑی ہے، کتنی ہی عورتیں ایسی گزری ہیں جو اپنے اپنے وقت میں آسمانِ علم و ادب کے درخشاں ستارے بن کر نمودار ہوئیں۔ عورت کی علمی صلاحیتوں کا بیان اس وقت ہمارے دائرہ بحث سے خارج ہے اس وقت جو چیز ہمارے زیرِ بحث ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام علمی استعدادات کے باوجود، عورت کی ساخت اور نفسیات میں ایک ایسی کمزوری پائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر وہ متنازعہ فیہ امور (مقدمات وغیرہ) میں جزئیات کی صراحت نہ کر سکنے کے باعث اپنے بیان اور اظہارِ مدعا میں غیر واضح رہ جاتی ہے اور یہ ایک ایسی کمزوری ہے جس سے کسی دور کی عورت بھی خالی نہیں ہے، ڈاکٹر ہارڈنگ نے یہ تحقیق صدیوں پہلے کسی تاریک دور کی جاہل عورتوں پر نہیں کی تھی بلکہ آج کی تعلیم یافتہ عورتوں پر ہی کی تھی، اور موصوف نے اس کمزوری کو کہ "عورت جزئیات پوری صحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکتی" عام طور پر خواتین میں مشترک پایا ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کمزوری اور خصوصیت کسی خاص ماحول اور معاشرے کی پیداوار ہے جسے اگر بدل دیا جائے تو اس کمزوری کا استیصال ہو جائے، یہ چیز بہرحال عورت کی طبیعیات اور نفسیات میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہے جسے خارجی تدابیر سے منحرف (PERVERT) تو کیا جا سکتا ہے مگر فنا (EXTINCT) نہیں کیا جا سکتا۔

بہر حال عورت کی یہ ایسی کمزوری ہے جسے خود قرآن بھی بیان کرتا ہے اس کمزوری کا ذکر، عورت کی کوئی توہین یا تذلیل نہیں ہے بلکہ ایک امر واقعی کا اظہار ہے، عورت کی یہ کمزوری اس دنیا تک محدود ہے، آخرت کی زندگی میں جبکہ زمین و آسمان کا نظام ہی اور قسم کا ہوگا اور وہاں يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کے تحت نظامِ کائنات ہی بدل جائیگا عورتوں کو نشأۃ جدیدہ (إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً) کے تحت جونئی خوبیاں میسر آئیں گی ان میں سے ایک خوبی عُرُبًا کے لفظ میں واضح کی گئی ہے، اگرچہ عُرُبًا کا معنیٰ مفہوم "شوہروں کی دلدادہ اور ان کی محبوب نظر بیویاں" بھی ہے، لیکن اپنے مادے کے اعتبار سے اس میں "فصیح الکلام، صاف اور واضح کلام کرنے والی خواتین" کا مفہوم بھی شامل ہے جو اس دنیا میں پائے جانے والے اس نقص کی عدم موجودگی پر دلالت کرتا ہے جسے "غیر مبین" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

جدید تحقیق:

سورۂ زخرف کی اس آیت کے تحت، مولانا عبدالماجد دریاآبادی مرحوم، محققینِ مغرب کی جدید تحقیقاتی کاوشوں کے ثمرات و نتائج کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

'WOMAN IS ADMITTEDLY WEAKER IN LOGIC THAN THE MALE, AND BECAUSE HER "OPINION" IS PARTLY INSTINCTIVE FEELINGS AND PARTLY IMMEDIATE REACTIONS TO THE MOMENTARY SITUATION, SHE CAN NOT EQUAL MAN IN ENUMERATING ARGUMENTS AND PROOFS IN SUPPORT OF HER VIEWS. HER WAY OF THINKING IS WHAT WE DESCRIBE AS INTUITIVE."

ترجمہ:-

"یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ عورت استدلال و استنباط میں مرد سے کمزور تر واقع ہوئی ہے اور چونکہ اس کی "رائے" کسی حد تک جبلّی احساسات کے تحت، اور کسی حد تک آناً فاناً پیدا ہونے والی صورتحال کے ردّعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اس لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور حمایت کے لئے دلائل اور ثبوت کی فراہمی میں مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس کا طرزِ عمل وہی ہے جسے ہم "وجدانی" طرزِ عمل قرار دیتے ہیں۔ "(یعنی وہ دلیل و بُرہان پر نہیں بلکہ دل میں آنے والے خیالات پر سوچ بچار کی بنیاد رکھتی ہے۔) (ماخوذ از انگریزی تفسیر قرآن، مولانا عبدالماجد دریاآبادی مرحوم)

دورِ جدید کی یہ تحقیق، جس کے مطابق عورت، قوتِ استدلال اور ملکۂ استنباط میں مرد سے کمزور تر واقع ہوئی ہے۔ اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ عورت کا کرسئ عدالت پر براجمان ہونا درست نہیں ہے، پھر اگر اس ذہنی منقصت کے ساتھ، علالت کے وہ آثار بھی جمع ہو جائیں جو عورت کے فطری وظائفِ حیات، حمل، رضاعت اور ماہواری کا لازمی نتیجہ ہیں تو عدالت و انصاف کی دنیا درہم برہم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، لیکن جناب پرویز صاحب، نہ صرف یہ کہ عورت کو کرسئ عدالت پر بٹھانے کی کوشش میں عمر بھر مصروف رہے بلکہ وہ اسے سربراہِ مملکت بنانے کے لئے بھی قرآن سے دن رات "دلائل" کشید کرتے نہیں تھکتے تھے اور ساتھ ہی عورت کی کمزوریوں کا اعتراف بھی کرتے جاتے تھے۔ اور یہ بھی شور مچائے جاتے تھے کہ فطری تقسیم کار کے مطابق، عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ سب کچھ "تعلیماتِ قرآن" کے مطابق کیا جا رہا ہے۔

اس بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کی ان فطری کمزوریوں کے ساتھ اسے گواہ کی حیثیت سے یا قاضئ عدالت کی حیثیت سے، ایوانِ انصاف میں لانا نہ صرف یہ کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ دورِ جدید کی علمی تحقیقات کے بھی خلاف ہے۔

مغرب کی اندھی تقلید کے کرشمے:

دورِ حاضر کی جدید تحقیقات، عورت کی عدالتی شہادت کو آج وہی مقام و مرتبہ دے رہی ہیں جو خود اسلام نے چودہ سو سال قبل عطا کیا تھا، لیکن ہمارے یہاں کے جدید طبقے کے ذہنوں پر مغرب کی اندھی تقلید کے باعث ایسا جمود و تعطل طاری ہو گیا ہے کہ اگر وہاں سے کوئی غلط بات بھی صادر ہو جائے تو اسے "وحی" قرار دے کر ہاتھوں ہاتھ لے لیا جاتا ہے اور مسائلِ حیات کے حل کے لئے پوری مقلدانہ سعادتمندی کے ساتھ انہی نسخوں کو یہاں آزما ڈالا جاتا ہے جو دراصل یہاں کے لئے بنائے ہی نہیں گئے تھے۔ اہلِ مغرب، دورِ حاضر کی غالب تہذیب کے علمبردار ہونے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حیثیت سے اپنے مجوزہ نسخوں کو مجتہدانہ بصیرت سے برتتے ہیں، حسبِ ضرورت ان میں ترمیم بھی کر لیتے ہیں، لیکن یہاں کے مقلّد تو ایسے کورچشم واقع ہوئے ہیں کہ اپنے وطن ماحول، حالات۔ الغرض ہر چیز سے آنکھیں بند کرتے ہوئے مریض کی آخری ہچکی تک وہی نسخہ استعمال کرتے رہیں گے الّا یہ کہ خود وہیں سے نسخہ کی ترمیم کی کوئی اطلاع آجائے لیکن بعض ضدی قسم کے عطائیوں کا تو یہ حال ہے کہ جس غلط بات کو ایک مرتبہ تقلیدِ یورپ میں اختیار کر لیا ہو اُسے پھر دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، بعدازیں، اب اگر وہاں کے مفکرین کی تحقیقات میں بھی وہ غلط قرار پا گئی تو بھی مقلدین، اس کی تردید و تکذیب پر آمادہ نہیں ہوتے فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ مغرب کی پیروی میں یہ لوگ جس گمراہی کو بھی اختیار کریں گے قرآن ہی سے "برآمد" کر کے اختیار کریں گے گویا قرآن سے انہیں ایسی محبت ہے کہ اس کا "ساتھ" نہیں چھوڑ سکتے۔ مغربی آقاؤں کی پیروی میں یہ لوگ ضلالت کے جس گڑھے میں لڑھکیں گے قرآن کو بھی ساتھ لڑھکائیں گے۔ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ؎

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

ہماری یہ بحث، معاشی امور میں خواتین کی عدالتی شہادت کی پوزیشن کو واضح کر دیتی ہے بالفاظ دیگر (ابتداءِ مضمون میں فقہاء کے قائم کردہ شہادت کے چار درجوں میں سے ہم صرف ایک درجہ پر (جو مالی مقدمات پر مشتمل ہے) بحث کر چکے ہیں۔ بقیہ تین درجوں میں سے دو درجے (جن میں سے ایک درجہ خواتین کے مخصوص معاملات پر ان کی گواہی سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا درجہ قتل و قصاص کی شہادت سے متعلقہ ہے) قرآن کی کسی نص پر مبنی نہیں ہیں، البتہ تیسرا درجہ جو مقدمات زنا وغیرہ کی عدالتی شہادت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پر اب بحث کی جاتی ہے۔

مقدمات زنا اور شہادتِ نسواں:

مقدمات زنا میں پرویز صاحب اور ان کے مقلدین کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم نے صرف چار گواہوں کا ذکر کیا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ مرد ہوں یا مؤنث، لہٰذا أَرْبَعَةً شُهَدَاءَ کے مفہوم میں مرد یا عورت دونوں گواہ بن سکتے ہیں بشرطیکہ ان کی تعداد چار ہو۔ جبکہ فقہاءِ امت آغازِ اسلام سے لے کر آج تک، یہ کہہ رہے ہیں کہ ان امور میں چاروں گواہوں کا مرد ہونا ضروری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے عورتوں کی گواہی غیر مقبول ہے۔ یہ ہے وہ اختلاف جو زیر بحث مسئلہ میں دونوں فریقوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ میں نے جہاں تک غور کیا ہے، مجھے فقہاءِ امّت کی رائے ہی اقرب الی القرآن محسوس ہوتی ہے۔ (کیوں؟) اس لئے کہ قرآن پاک میں چار گواہوں' کا ذکر سب سے پہلے جس آیت میں نازل ہوا ہے وہ سورۂ نساء کی آیت ۱۵ ہے، اس کے بعد سورۂ نور کی آیات میں "اربعۃ شہداء" کا ذکر آیا جو بعد میں نازل ہوئیں۔ ان آیات میں مذکور اسلامی قانونِ شہادت کی اصل بنیاد اسی آیت پر ہے جو سب سے پہلے 'چار گواہوں' کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ اب اصل میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ قرآن پاک کی "چار گواہوں" سے متعلق سب سے پہلی آیت میں مرد گواہ مراد ہیں (جیسا کہ جمہور فقہاء کہتے ہیں) یا مرد و عورت دونوں اصناف بشر؟ (جیسا کہ پرویز صاحب کا موقف ہے)۔ اس اختلاف کے قطعی فیصلے کیلئے الفاظِ قرآن کی طرف رجوع کیجئے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ۔

"جو عورتیں، تمہاری خواتین میں سے بے حیائی کا ارتکاب کریں ان پر اپنے میں سے چار ..... کو گواہ بنالو۔"

اس آیت میں نِسَآئِكُمْ مرکب اضافی ہے جس میں نساء (خواتین) مضاف ہے اور "کُمْ" کی ضمیر مضاف الیہ ہے، اب یہ ظاہر ہے کہ جملہ افرادِ صنفِ مؤنث، لفظ "نِسَآء" (خواتین) میں داخل ہیں، جس کے نتیجہ میں باقی افراد، جو صنف مذکر ہی کے افراد ہیں، ضمیر "کُمْ" کے تحت آ جاتے ہیں، اس طرح نِسَآء (خواتین) کے بالمقابل "کُمْ" کی ضمیر میں جو لوگ مراد ہیں وہ خالصتاً مرد حضرات ہی ہیں لہٰذا نِسَآئِكُمْ اور مِنْكُمْ دونوں میں موجود "کُمْ" کی ضمیر مردوں ہی کے لئے خاص ہے، اگر جمع مذکر حاضر کی یہ ضمیر، خواتین و حضرات دونوں کے لئے عام اور مشترک بھی ہو، تب بھی نِسَآئِكُمْ (تمہاری خواتین) کے مرکب اضافی نے اس عموم و اشتراک کو توڑ کر عورتوں کو لفظ "نساء" میں اور مردوں کو ضمیر "کُمْ" میں مخصوص و محصور کر دیا ہے۔ لہٰذا جب قرآن یہ کہتا ہے کہ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ (ان عورتوں پر اپنے میں سے "مِنْكُمْ" چار کو گواہ بنالو) تو اس میں چار مردوں ہی کو گواہ بنا لینے کا حکم پایا جاتا ہے۔ اب اگر یہاں "اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ" سے مراد "مرد گواہ" ہیں تو سورۂ نور کی آیات (جو اسی آیت پر مبنی ہیں) میں بھی "اَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ" سے مراد "مرد گواہ" ہی ہیں۔

علاوہ ازیں، یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ چونکہ خواتین کا دائرہ کار، گھر کی دنیا تک محدود ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اسے بیرونِ خانہ کے مشاغل میں مصروف کرنا۔ اور عدالتی سرگرمیوں میں ملوث کرنا، خود اسے اس کے فطری مستقر سے اکھاڑ پھینکنے کے مترادف ہے اور بیرونِ خانہ کی دنیا، چونکہ مرد کے دائرۂ کار میں شامل ہے، اس لئے وہی اس قابل ہے کہ ایسے مقدمات ومعاملات میں بطور گواہ اپنا کردار ادا کرے، بعض استثنائی صورتوں میں جبکہ جائے وقوع پر فقط خواتین ہی موجود ہوں، وہ گواہ قرار پا سکتی ہے لیکن یہ بہر حال، مجبوری حالات ہی کا نتیجہ ہے، اسلام کا عام قانون نہیں ہے، اسلامی قانونِ شہادت یہی ہے کہ زنا وقذف کی حدود میں مرد ہی گواہ بن کر عدالتی امور کو نپٹائیں، اور خواتین، درونِ خانہ رہ کر تمدن کی خدمت کرتی رہیں۔

عبدالرحمٰن عاجزؔ

صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کردے!

الٰہی وہ بصیرت دیدہ و دل کو عطا کردے
جو شب کو روزِ روشن، آگہی کو رہنما کردے

مجھے کچھ اس طرح ساغر کشِ صبر و رضا کردے
کہ غم ہر ناتوانی کو توانائی عطا کردے

رہوں محفوظ دشمن سے کہ جس میں دوست کی عزت
خدا دشمن سے واقف، آشنا سے آشنا کردے

ہر اک کا دکھ مرا دکھ ہو، ہر اک کا سکھ مرا سکھ ہو
مجھے یا رب غمِ انسانیت میں مبتلا کردے

جب اہلِ حق پیامِ حق لیے میداں میں آجائیں
صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کردے

اسے پھر دولتِ دنیا سے کچھ اُلفت نہیں رہتی
جسے ربّ دو عالم دولتِ ایماں عطا کردے

٭

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ